محمد اسحاق بھٹی

ایک حدیث

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْمُؤْمِنُ غِرٌّ كَرِیْمٌ وَالْفَاجِرُ خِبٌّ لَئِیْمٌ۔ (مشکوٰۃ، باب الرفق والحیاء وحسن الخلق- فصل ثانی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مومن، سادہ مزاج سخی ہوتا ہے، اور فاجر، دھوکے باز بخیل۔

اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مومن اور فاجر کے درمیان جو فرق ہے نہایت اختصار کے ساتھ اس کی وضاحت فرمائی ہے۔ حدیث کے الفاظ اپنے اندر بڑی جامعیت رکھتے ہیں، اور مختصر ہونے کے باوجود اپنے مفہوم میں بڑے واضح اوصاف ہیں۔

آنحضرتؐ نے مومن اور فاجر کے درمیان چند لفظوں میں جو فرق بیان کیا اور دونوں کی پہچان کا جو طریقہ بتایا ہے، وہ ہر لحاظ سے مکمل ہے۔ آپ نے فرمایا کہ مومن بھولا بھالا، صاف دل اور سادہ مزاج ہوتا ہے۔ وہ کسی سے دغا بازی نہیں کرتا، کسی کو دھوکا نہیں دیتا، کسی کو پریشانی میں مبتلا نہیں کرتا، ہر ایک سے خندہ پیشانی سے ملتا، کھلے دل سے گفتگو کرتا، ہر معاملے میں وسعتِ قلب کا ثبوت بہم پہنچاتا اور قول و فعل میں فراخ حوصلگی کا مظاہرہ کرتا ہے۔ وہ شرافت و متانت کا پیکر ہے۔ نرم خوئی، خوش مزاجی اور حسنِ اخلاق اس کا زیور ہے۔ اس میں خوبی یہ ہے کہ کسی کی تکلیف سے اسے تکلیف اور کسی کے آرام سے راحت ہوتی ہے۔ جب وہ اللہ پر ایمان لے آیا تو اپنے تمام معاملات اللہ کے سپرد کر دیے اور اپنے آپ کو امن اور اطمینان کے دائرے میں داخل کر لیا۔ مومن ہو جانے کے بعد نہ وہ کسی سے بے مقصد گفتگو کرتا ہے، نہ لڑنے جھگڑنے کو پسندیدہ بناتا ہے، اور نہ اپنی ذات پر بلاوجہ رنج و غم کی کیفیت طاری کرتا اور نہ یاس و قنوط کا شکار ہوتا ہے۔

اگر کسی کے بارے میں اسے یہ معلوم ہو جائے کہ وہ مالی پریشانی میں مبتلا اور غربت و افلاس کا ہدف بنا ہوا ہے تو مضطرب دبے تاب ہو جاتا ہے اور اس کی سخاوت اور وسعتِ ظرف اسے اس

مفلوک الحال شخص کی امداد پر مجبور کرتی ہے۔ چنانچہ وہ ہر ممکن طریقے سے اس کی اعانت کرتا اور اس کی ہمدردی و دلجوئی کو اپنے لیے ضروری قرار دے لیتا ہے۔ مہمان نوازی، دوسرے کی حوصلہ افزائی، تکلیف اٹھا کر مصیبت زدہ کی امداد کرنا اس کی طبیعتِ ثانیہ ہے۔

اس کے برعکس فاجر کا یہ حال ہے کہ وہ دھوکے باز اور بخیل و کنجوس ہوتا ہے۔ وہ حبِ الٰہی اور اس کے احکام کے بارے میں حدود سے تجاوز کرتا اور خیر کو ترک کر کے شر کو اختیار کرتا ہے تو سمجھ لیجیے کہ وہ ہر معاملے میں غلط، مکروہ افکار کا عامل اور ناپسندیدہ اعمال کا مرتکب ہے۔ وہ ہر آن اپنے مفاد کو سامنے رکھتا ہے اور اپنے کم فائدے کے بدلے دوسرے کو زیادہ سے زیادہ نقصان پہنچانے کی کوشش کرتا ہے۔ خیانت، بددیانتی اور دھوکا دہی اس کی زندگی کا وہ کردار ہے، جسے وہ ہر صورت میں برقرار رکھتا ہے، اسے چھوڑ نہیں سکتا۔ بے رحمی اور ظلم و تعدی نے اس کے فکر و عمل پر اس طرح قبضہ جمالیا ہے کہ نہ وہ بھوکے کو کھانا کھلاتا ہے، نہ ضرورت مند کو کوئی چیز دیتا ہے اور نہ صاحبِ حاجت پر کچھ خرچ کرتا ہے۔ کوئی کتنا ہی ضرورت مند ہو، وہ اس کی ہرگز پروا نہیں کرے گا اور کوئی شے اسے نہیں دے گا، بلکہ الٹا اسے پریشان کرے گا اور اس کے پاس جو کچھ تھوڑا بہت اثاثہ موجود ہے اسے چھیننے کی کوشش کرے گا۔ حرص، لالچ، طمع اور حلبِ زر اس کا معمول بن گیا ہے، جس کو ترک کرنے پر اس نے کبھی غور ہی نہیں کیا۔ وہ کسی سے معاملہ کرے گا تو اسے دھوکا دے گا، کسی سے وعدہ کرے گا تو پورا نہیں کرے گا، کسی سے بات چیت کرے گا تو سب و شتم پر اُتر آئے گا۔ اس کا دل رحم سے خالی اور اس کا ضمیر خدا ترسی سے عاری ہے۔

بہرحال مومن اور فاجر کی پہچان اور ان دونوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ مومن مجسمہ شرافت و سخاوت اور سراپا جود و کرم ہے، اور فاجر دھوکے بازی، بخل اور ذلت و بددیانتی کے تمام عیوب کو اپنی ذات میں جمع کیے ہوئے ہے۔